حافظ زبیر علی زئی

امام احمد بن حنبل کا مقام، محدثینِ کرام کی نظر میں (۲)

امام احمد کا زُہد

۱۔ صالح بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۶ھ) فرماتے ہیں:

"كان أبي ربما أخذ القدوم وخرج إلى السكان يعمل الشئ بيده، وربما خرج إلى البقال فيشترى الجرزة الحطب والشئ فيحمله بيده"

میرے ابا بعض اوقات تیشہ لے کر، اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے لئے آبادی تشریف لے جاتے۔ اور بعض اوقات وہ جا کر دکاندار سے لکڑیوں کا گٹھا اور کوئی چیز خرید کر خود اُٹھا کر (گھر) لاتے تھے۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۲۷۴ وسندہ صحیح)

۲۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں سرحدوں کی طرف (جہاد کے دوران میں لکڑیاں جمع کرنے کے لئے) پیدل چل کر جاتا تھا پھر ہم (لکڑیاں) اکٹھی کرتے تھے۔ میں نے (بعض) لوگوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے کھیت (فصل) خراب کر رہے ہیں۔ کسی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کے کھیت (فصل) میں اس کی اجازت کے بغیر داخل ہو۔

(مناقب الامام احمد ص ۲۲۵ وسندہ صحیح)

۳۔ صالح بن احمد بن حنبل نے فرمایا:

"میں نے دیکھا کہ بعض اوقات میرے ابا (روٹی کا خشک) ٹکڑا (زمین سے) اُٹھاتے، پھر اس سے غبار صاف کرتے، پھر اسے پیالے میں رکھ دیتے، پھر اس پر پانی ڈال کر اسے بھگوتے پھر اسے نمک کے ساتھ کھا لیتے۔ میں نے آپ کو کبھی انار، سفرجل (ناشپاتی نما پھل) اور دوسرے پھل خریدتے ہوئے نہیں دیکھا، سوائے اس کے کہ وہ ہندوانہ (تربوز) خرید کر اسے روٹی، انگور یا کھجور کے ساتھ کھاتے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے آپ کو کوئی (ایسی) چیز خریدتے ہوئے نہیں دیکھا..."

(مناقب احمد ص ۲۵۱ وسندہ صحیح)

۴۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) فرماتے ہیں:

میرے ابا صرف مسجد، نمازِ جنازہ اور مریض کی بیمار پرسی میں ہی نظر آتے تھے۔ آپ بازاروں میں چلنا پھرنا ناپسند کرتے تھے۔

(مناقب الامام احمد ص ۲۷۹، ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۵۔ عبداللہ بن احمد سے دوسری روایت میں آیا ہے:

میرے ابا، لوگوں میں سب سے زیادہ تنہائی پر صبر کرنے والے تھے۔ وہ صرف مسجد، جنازہ اور مریض کی بیمار پرسی میں ہی

نظر آتے۔ وہ بازاروں میں چلنا ناپسند کرتے تھے۔ (مناقب احمد ص ۲۸۰ وسندہ صحیح)

۶۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:

''جب میرے ابا بڑی عمر کے اور بوڑھے ہوگئے تو قراءتِ قرآن اور ظہر وعصر کے درمیان کثرتِ نوافل میں (اور زیادہ) مصروف ہوگئے۔ میں جب اُن کے پاس جاتا تو نماز سے رُکتے، کبھی بات کرتے اور کبھی خاموش رہتے۔ یہ دیکھ کر جب میں باہر جاتا تو دوبارہ نماز شروع کردیتے تھے۔ میں دیکھتا کہ وہ کثرت سے خفیہ طور پر قراءتِ قرآن میں لگے رہتے تھے۔''

(مناقب الامام احمد ص ۲۸۸ وسندہ صحیح)

۷۔ ابوبکر المروذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں تقریباً چار مہینے ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) کے ساتھ معسکر (جہادی چھاؤنی) میں رہا ہوں۔ آپ رات کا قیام اور دن کی قراءت کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ ختمِ قرآن کب کرتے تھے مجھے اس کا پتا نہیں چلتا تھا کیونکہ آپ اسے خفیہ رکھتے تھے۔''

(مناقب احمد ص ۱۹۸ وسندہ صحیح)

۸۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''میرے ابا روزانہ دن رات میں تین سو (۳۰۰) نوافل پڑھتے تھے۔ جب کوڑے لگنے کے بعد بیمار ہو کر کمزور ہوگئے تو روزانہ دن رات میں ایک سو پچاس رکعتیں پڑھتے۔ آپ اَسّی (سال کی عمر) کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ روزانہ قرآنِ مجید کا ساتواں حصہ تلاوت فرماتے، ہر ساتویں دن تکمیلِ قرآن کرتے۔ ہر ہفتے آپ کا ایک ختم مکمل ہو جاتا تھا۔ آپ عشاء کی نماز کے بعد تھوڑا سا سوتے پھر صبح تک نماز اور دعا میں مصروف رہتے۔'' (مناقب احمد ص ۲۸۶ وسندہ صحیح)

آپ بچپن سے ہی شب بیدار تھے۔ دیکھئے کلماتِ توثیق: ۹۲

۹۔ آپ بہت ہی تھوڑا کھانا کھاتے تھے جیسا کہ (آپ کے شاگرد) ابوبکر المروذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۷۳ وسندہ صحیح)

۱۰۔ امام ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(عباسی خلیفہ) متوکل نے آپ (احمد بن حنبل) کو بلایا۔ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو اس (متوکل) نے حکم دیا کہ محل خالی کر کے آپ (احمد) کے لئے بچھونے (قالین) بچھا دیئے جائیں۔ روزانہ اس کے دسترخوان پر طرح طرح کی چیزیں ہوتی تھیں۔ اُس نے مطالبہ کیا کہ میرے بچوں (شہزادوں) کو حدیث سنائیں لیکن امام احمد نے انکار کر دیا۔ آپ اس کے قالینوں پر نہیں بیٹھے اور نہ اس کے دسترخوان کی طرف (کبھی) نظر اُٹھا کر دیکھا۔ آپ روزے سے رہتے تھے۔ جب افطاری کا وقت آتا تو اپنے (شاگرد) ساتھی کو کہتے کہ میرے لئے لوبیے کا شوربا خرید کر لے آ۔ آپ اس سے روزہ افطار کرتے تھے۔ کئی دنوں تک آپ اسی حال میں رہے۔ اہلِ سنت میں سے علی بن الجہم [نامی ایک شخص] (امام) احمد

کے بارے میں اچھی رائے رکھتا تھا۔اس نے امیر المومنین (متوکل) سے کہا: یہ زاہد آدمی ہیں،انھیں (ان چیزوں کا) کوئی فائدہ نہیں ہے۔امیر المومنین (متوکل) نے آپ کو واپس جانے کی اجازت دے دی تو احمد (بن حنبل) اپنے گھر لوٹ آئے۔''
(مناقب الامام احمد ص ۳۷۴ وسندہ صحیح)

۱۱۔ امام احمد رحمہ اللہ دنیا کے فتنوں سے بہت پریشان رہتے تھے۔آپ نے فرمایا:
''میں (کوڑوں کی سزا والے دنوں میں) موت کی تمنا کرتا تھا اور (اب) یہ معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے۔وہ دین کا فتنہ تھا۔میں مار اور قید برداشت کر لیتا تھا (لیکن اب) یہ دنیا کا فتنہ ہے۔'' (مناقب احمد ص ۷۷ ۲ وسندہ صحیح)

۱۲۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

" لما حملت إلى الدار مكثت يومين لم أطعم ، فلما ضربت جاؤني بسويق فلم أشرب وأتممت صومي''

جب مجھے (جیل والے) گھر لے جایا گیا تو دو دن میں نے کچھ نہیں کھایا۔پھر جب مجھے کوڑے مارے گئے تو وہ میرے پاس ستو کا شربت لائے لیکن میں نے نہیں پیا اور اپنا روزہ مکمل کیا۔ (مناقب الامام احمد ص ۳۳۵ وسندہ صحیح)

۱۳۔ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:
''ایک شخص جو کوڑوں وغیرہ کی مار کا علاج کرتا تھا،اس نے میرے والد (احمد بن حنبل) کو دیکھا تو کہا: میں نے وہ آدمی بھی دیکھا ہے جسے ہزار کوڑے لگائے گئے تھے مگر میں نے ایسی مار نہیں دیکھی۔پشت اور سینے پر مار کے نشانات تھے۔ پھر اس نے سلائی لے کر بعض زخموں میں داخل کی اور کہا کہ یہ سلائی زخم کے منہ تک نہیں پہنچی۔وہ آ کر آپ کا علاج کرتا تھا۔آپ (امام احمد) کے چہرے پر بھی کئی ضربیں لگی تھیں۔جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ منہ کے بل (زمین پر) پڑے رہے۔پھر فرمایا: یہ ایک چیز (زخم کی پھٹی ہوئی کھال) ہے جسے میں کاٹنا چاہتا ہوں۔وہ طبیب چمٹے سے کھال پکڑتا اور چھری سے کاٹتا تھا۔آپ (امام احمد) اس پر صابر وشاکر تھے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کر رہے تھے۔پھر اللہ نے آپ کو شفا دی مگر کئی مقامات پر زخموں کا درد باقی رہا،آپ کی پشت پر وفات تک کوڑوں کی ضرب کا اثر باقی رہا۔رحمہ اللہ آپ فرمایا کرتے تھے: اللہ کی قسم! میں نے اپنی پوری کوشش کر لی، میں چاہتا ہوں کہ میں عذاب سے بچ جاؤں اور میرا معاملہ برابر سرابر ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔'' (مناقب احمد ص ۳۴۶، ۳۴۷ وسندہ صحیح)

ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے تھے:
''امام احمد کو کوڑے لگنے کے تقریباً تین سال بعد میں آپ کے پاس گیا اور پوچھا: کیا ضربوں کے اثرات زائل ہو گئے ہیں؟ تو انھوں نے بایاں ہاتھ نکال کر بتایا کہ یہ شل ہو چکا ہے اور اس کا درد ابھی تک محسوس ہو رہا ہے۔''
(مناقب احمد ص ۳۴۷ وسندہ صحیح)

تنبیہ: امام اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خلقِ قرآن کے مسئلے پر ظالموں نے کوڑے لگائے تھے جن کا مذہبی سردار احمد بن ابی دواد نامی ایک شیطان تھا۔

امام احمد اور تمام اہلِ سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں ہے۔ جبکہ ابن ابی دواد معتزلی یہ کہتا پھرتا تھا کہ قرآن مخلوق ہے۔ (معاذ اللہ)

اس خبیث معتزلی نے بے وقوف حکمرانوں کو اپنے ساتھ ملا کر جہمی بنا لیا تھا۔

۱۴۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان لوگوں کو معاف کر دیا تھا جنھوں نے بادشاہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے انھیں کوڑے لگائے تھے۔ دیکھئے مناقب الامام احمد (ص ۳۴۴ وسندہ صحیح)

۱۵۔ امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(امام) احمد ہمارے پاس تقریباً دوسال رہے۔ میں نے انھیں دینار (یعنی بہت زیادہ دولت) دینے کی کوشش کی مگر انھوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا:

''أنا بخیر'' میں خیریت سے ہوں۔ (مناقب احمد ص ۲۲۶ وسندہ حسن)

۱۶۔ امام احمد اپنے جیل کے ساتھی محمد بن نوح (رحمہ اللہ) کا ذکرِ خیر کرتے تھے جس نے آپ کو قید کی حالت میں نصیحتیں کی تھیں کہ ثابت قدم رہیں، آپ میرے جیسے نہیں ہیں۔ تمام لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ۲۱۸ھ میں محمد بن نوح رحمہ اللہ فوت ہو گئے تو امام احمد نے جیل میں ہی ان کا جنازہ پڑھا۔

(دیکھئے مناقب احمد ص ۳۱۵، ۳۱۶ وسندہ صحیح، وتاریخ بغداد ۳/ ۳۲۳ وسندہ صحیح)

۱۷۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر (عباسیوں کے مقرر کردہ ایک حکمران) نے امام احمد سے ملاقات کی کوشش کی مگر آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۷۹ وسندہ صحیح)

آپ حکمرانوں اور دولت سے بہت دور بھاگتے تھے۔ رحمہ اللہ

سیرت احمد

۱۔ امام احمد اپنے سر اور داڑھی کو تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں بھی مہندی لگاتے تھے۔

دیکھئے حلیۃ الاولیاء (ج ۹ ص ۱۶۲ وسندہ صحیح) ومناقب احمد (ص ۲۰۸ وسندہ صحیح)

۲۔ نوح بن حبیب رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۲ھ) فرماتے ہیں:

''میں نے ۱۹۸ (ہجری) میں دیکھا (امام) ابو عبداللہ احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) مسجد خیف (منیٰ، مکہ) میں، ایک ستون سے ٹیک لگائے اصحاب الحدیث کو فقہ اور حدیث کا درس دے رہے تھے۔ آپ حج کے مسائل میں فتویٰ بھی دیتے تھے۔'' (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۶۴ وسندہ صحیح)

۳۔ صالح بن احمد بیان کرتے ہیں:

میرے ابا کی ایک ٹوپی تھی جسے انھوں نے اپنے ہاتھ سے سیا تھا، اس (ٹوپی) میں رُوئی تھی۔ جب آپ رات کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اسے پہن لیتے تھے۔ آپ کثرت سے سورہ کہف کی تلاوت فرماتے تھے۔

(مناقب احمد ص ۲۸۷ وسندہ صحیح)

۴۔ امام احمد ہر جمعے کو تلاوتِ قرآن مکمل کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ دعا کرتے اور آپ کے بچے وغیرہ آمین کہتے تھے۔ دیکھئے مناقب احمد (ص ۳۶۹ وسندہ صحیح)

وفات حسرت آیات

۱۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

''**فما سمع أبي يئن في مرضه ذلک إلٰی أن توفي رحمه الله** ''میرے ابا کی بیماری میں اُن کی وفات تک کسی نے بھی کراہنے اور آہ بھرنے کی آواز نہیں سُنی۔ (حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۸۳ وسندہ صحیح، مناقب الامام احمد ص ۴۰۸)

۲۔ ابوالنضر اسماعیل بن عبداللہ بن میمون بن عبدالحمید العجلی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

میں ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) کے پاس آپ کے آخری زمانے میں ملاقات کے لئے آیا۔ آپ باہر نکل کر دہلیز پر بیٹھ گئے تو میں نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! آپ بعض فقہی مسائل میں توقف کرتے تھے، کیا اب آپ نے ان میں کوئی موقف اختیار کرلیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

''اے ابوالنضر یہ (دنیا سے) روانگی کا وقت ہے، یہ عمل کا زمانہ ہے۔''

آپ اس قسم کی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہم اُٹھ کھڑے ہوئے۔ (مناقب الامام احمد ص ۲۸۸ وسندہ حسن)

۳۔ ابوبکر المروذی فرماتے ہیں:

''ابوعبداللہ (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) ۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ بدھ کی رات کو بیمار ہوئے اور نو (۹) دن بیمار رہے۔''

(مناقب احمد ص ۴۰۴ وسندہ صحیح)

عیادت کرنے والے لوگ گروہ در گروہ آکر آپ کو سلام کرتے تو آپ ہاتھ کے اشارے سے جواب دیتے تھے۔ ابن طاہر (حاکم) اور قاضیوں نے عیادت کی اجازت مانگی مگر امام احمد نے انھیں اجازت نہیں دی۔ آپ نے اپنی آخری بیماری میں چھوٹے معصوم بچوں کو بُلا کر پیار سے ان کے سروں پر ہاتھ رکھا۔ آپ بیٹھ کر اور لیٹ کر نماز پڑھتے تھے۔ اس حالت میں بھی رکوع سے پہلے رفع یدین کرتے تھے۔

(مروذی فرماتے ہیں:) جمعرات کے دن میں نے آپ کو وضو کرایا تو آپ نے فرمایا کہ (میری) انگلیوں کا خلال کرو۔ جمعہ کے دن آپ لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے اور اپنا چہرہ مبارک قبلہ کی طرف پھیر رکھا تھا۔ دوپہر سے پہلے آپ کی روح

جسم سے نکل گئی اور لوگوں نے (گلی کوچوں میں) رونا شروع کر دیا گویا کہ ساری دنیا تباہ ہوگئی ہے۔
(مناقب احمد ص ۴۰۶ وسندہ صحیح)

۴۔ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

''**جعل أبي يحرك لسانه إلٰى أن توفي** ''میرے ابا (وفات کے وقت) اپنی زبان ہلاتے رہے حتیٰ کہ فوت ہوگئے [یعنی لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ پڑھ رہے تھے۔] (مناقب احمد ص ۴۰۹ وسندہ صحیح)

۵۔ ابوالحسن علی بن عبیداللہ بن نصر بن عبیداللہ بن سہل بن الزاغونی البغدادی الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۷ھ) فرماتے ہیں: '' **كشف قبر إمامنا أحمد بن حنبل حين دفن الشريف أبو جعفر إلٰى جانبه، وجثته لم تتغير و كفنه صحيح لم يبل** ''

جب شریف ابوجعفر کو ہمارے امام احمد بن حنبل (رحمہ اللہ) کی قبر کے پاس دفن کیا گیا تو آپ کی قبر کھل گئی۔ آپ کا جسم تبدیل نہیں ہوا تھا (صحیح وسالم تھا) اور کفن بھی خراب نہیں ہوا تھا۔ (مناقب الامام احمد ص ۴۸۳ وسندہ صحیح)

۶۔ محمد بن مہران الجمال، ابوجعفر الرازی رحمہ اللہ، ثقہ حافظ (متوفی ۲۳۹ھ) نے امام احمد کی وفات پر آپ کے بارے میں ایک بہترین خواب دیکھا تھا جسے یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
(دیکھئے مناقب الامام احمد ص ۴۳۵ وسندہ صحیح)

۷۔ امام ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمہ اللہ نے ۲۲۸ھ میں امام احمد کے بارے میں ایک بشارت والا خواب دیکھا تھا۔ (دیکھئے مناقب احمد ص ۴۶۹ وسندہ صحیح)

اس خواب اور دوسرے خوابوں کے یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ان کا کوئی خاص فائدہ ہے۔ دین کا دارومدار خوابوں پر نہیں بلکہ دلائل پر ہے۔ والحمدللہ

امام احمد کی کتابیں

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جو کتابیں لکھی یا لکھوائی ہیں ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ مسند الامام احمد (چھ جلدوں میں کافی عرصے سے مطبوع ومعروف ہے۔ اب حال ہی میں تحقیق وتخریج کے ساتھ پچاس جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔)

۲۔ کتاب فضائل الصحابہ (دو جلدوں میں الشیخ الصالح الامام وصی اللہ بن محمد عباس الہندی المدنی المکی حفظہ اللہ کی تحقیق سے مطبوع ہے)

۳۔ کتاب الزہد (ایک جلد میں مطبوع ہے)

۴۔ کتاب الاشربہ (ایک جلد میں مطبوع ہے)

۵۔ احکام النساء (ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جو چھپا ہوا ہے)

۶۔ کتاب الایمان (؟)

۷۔ کتاب النوادر (؟)

بعض الناس نے بغیر کسی دلیل کے ''کتاب فضائل الصحابہ'' کو امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ بن احمد سے منسوب کیا ہے۔ واللہ اعلم

۸۔ کتاب العلل ومعرفۃ الرجال (دو جلدوں میں مطبوع ہے۔ شیخ وصی اللہ المکی کی تحقیق سے بھی چھپ چکی ہے۔)

تنبیہ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بعض کتابیں اور رسالے منسوب ہیں جو کہ تحقیقی میدان میں قطعاً ثابت نہیں ہیں مثلاً: ''کتاب الصلوٰۃ'' موضوع ہے۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۳۳۰، کتب حذّر منھا العلماء ۲/۲۹۸) ''رسالة المسئ في صلاته'' باطل ہے۔ (دیکھئے النبلاء ۱۱/۲۸۷) ''الرد على الجهمية'' موضوع ہے۔ (النبلاء ۱۱/۲۸۶) ''رسالة الاصطخري'' ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے النبلاء (۱۱/۲۸۶ / وطبقات الحنابلہ بتعلیقی ۱/۲۴۔۳۶) مسدد کے نام، امام احمد کا خط بھی باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ (دیکھئے طبقات الحنابلہ ۱/۳۴۱۔۳۴۵)

مسند امام احمد کے متعلق شبہات کا ازالہ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ رسوله الأمين ، أما بعد:

امامِ اہلِ سنت شیخ الاسلام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی کتاب ''المسند'' مسندِ امام احمد محدثینِ کرام کے مابین ہمیشہ مشہور و معروف رہی ہے۔ اس مسند کی خصوصیتوں پر حافظ ابوموسیٰ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ) نے ''خصائص المسند'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا ہے جو مسند احمد (بتحقیق احمد محمد شاکر ج ۱ ص ۲۰ تا ۲۷) کے ساتھ مطبوع و معروف ہے۔ ابوموسی محمد بن ابی بکر المدینی رحمہ اللہ کے بارے میں حافظ ذہبی کہتے ہیں:

'' **الإمام العلّامة، الحافظ الكبير، الثقة، شيخ المحدثين ...**'' (سیر اعلام النبلاء ۲۱/۱۵۲)

چونکہ چودھویں پندرھویں صدی ہجری میں بعض منکرینِ حدیث نے مسند الامام احمد کے بارے میں خود ساختہ شکوک و شبہات تراشنے کی کوشش کی ہے لہٰذا اس مختصر و جامع مضمون میں مسند احمد کا تحقیقی ثبوت اسماء الرجال، کتبِ حدیث اور ناقابلِ تردید دلائل سے پیشِ خدمت ہے۔

مسند احمد کا ثبوت بیرونی دلائل سے

۱۔ امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) فرماتے ہیں:

'' **سألت أبي عن عبدالعزيز بن أبان ، قال: لم أخرج عنه في المسند شيئًا** ''

میں نے اپنے ابا (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے عبدالعزیز بن ابان (ایک متروک راوی) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے اس سے "المسند" میں کوئی روایت درج نہیں کی۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ج ۲ ص ۲۵۷ فقرہ: ۱۸۵۸ دوسرا نسخہ: ۵۳۲۶، کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی ۱۶/۳ وسندہ صحیح، الکامل لابن عدی ۱۹۲۶/۵، دوسرا نسخہ ۵۰۳/۶، تاریخ بغداد ۴۴۵/۱۰)

۲۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:

" وضرب أبي علٰی حديث كثير بن عبدالله بن عمرو بن عوف ولم يحدثنا بها فی المسند"

اور میرے ابا (احمد بن حنبل) نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف (ایک سخت ضعیف راوی) کی (بیان کردہ) حدیثوں کو کاٹ دیا اور ہمیں یہ حدیثیں "المسند" میں نہ سنائیں۔ (کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۲۱۱/۲ فقرہ: ۱۴۹۵)

۳۔ حنبل بن اسحاق بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۳ھ) نے کہا:

" جَمَعَنا أحمد بن حنبل : أنا وصالح وعبدالله وقرأ علينا المسند وما سمعه منه غيرنا "

ہمیں احمد بن حنبل نے جمع کیا: مجھے، صالح (بن احمد بن حنبل) اور عبداللہ (بن احمد) کو اور ہمیں "المسند" سنائی، آپ سے ہمارے سوا کسی نے یہ مسند نہیں سُنی۔

(مناقب الامام احمد لابن الجوزی ص ۱۹۱ وسندہ حسن، خصائص المسند لابی موسیٰ المدینی ص ۲۱)

۴۔ ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری (متوفی ۴۰۵ھ) نے کہا:

" هٰذا الحديث فی المسند لأبي عبدالله أحمد بن حنبل هٰكذا "

یہ حدیث ابوعبداللہ احمد بن حنبل کی مسند میں اسی طرح ہے۔ (المستدرک ج ۳ ص ۱۵۷ ح ۴۷۴۵)

۵۔ ابوالقاسم عبدالواحد بن علی بن برہان العکبری الحنفی (متوفی ۴۵۶ھ) نے کہا:

" وله كتاب غريب الحديث، صنفه علٰی مسند أحمد بن حنبل"

اور اس (ابوعمر محمد بن عبدالواحد النحوی الزاہد متوفی ۳۴۵ھ) نے مسند احمد بن حنبل (کی لغوی شرح) پر "غریب الحدیث" کتاب لکھی۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۵۸، ۳۵۹ ت ۸۶۵ وسندہ صحیح)

۶۔ محدث کبیر شیخ الاسلام ابوموسیٰ المدینی رحمہ اللہ (متوفی ۵۸۱ھ) نے مسند احمد کی خصوصیتوں پر رسالہ "خصائص المسند" لکھا اور کہا: " وهٰذا الكتاب أصل كبير ومرجع وثيق لأصحاب الحديث"

اور یہ کتاب اصحاب الحدیث کا قابلِ اعتماد مرجع اور اصلِ کبیر ہے۔ (خصائص المسند ص ۲۱)

۷۔ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن محمد بن جعفر بن ہارون عرف ابن ابی شیخ فرماتے ہیں:

" وسمعت من ابن مالک القطيعي جميع مسند أحمد بن حنبل"

اور میں نے (احمد بن جعفر) ابن مالک القطیعی سے ساری مسند احمد بن حنبل سنی ہے۔
(تاریخ بغداد ج ۱ ص ۲۲۴ ت ۲۲۵ وسندہ صحیح)

۸۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ابن المذہب کے بارے میں کہا:
" وكان يروي عن ابن مالك القطيعي مسند أحمد بن حنبل بأسره "
وہ ابن مالک القطیعی سے پوری مسند احمد بن حنبل روایت کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۳۹۰/۷ ت ۳۹۲۷)

۹۔ ابویعلیٰ الخلیلی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے کہا: " سمع ببغداد مسند أحمد بن حنبل من القطيعي "
اس نے بغداد میں قطیعی سے مسند احمد بن حنبل سنی۔ (الارشاد فی معرفۃ علوم الحدیث ۶۰۲/۲)

۱۰۔ الضیاء المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے ایک روایت کے بارے میں کہا:
" ولم أرهٰذا الحديث في مسند أحمد "
اور میں نے یہ حدیث مسند احمد میں نہیں دیکھی۔ (الاحادیث المختارہ ۳۸۲/۸ ح ۴۷۲)

۱۱۔ ابن نقطہ البغدادی (متوفی ۶۲۹ھ) نے کہا: " سمعت منه مسند أحمد وكان شيخًا صالحًا "
میں نے اس سے مسند احمد سنی اور وہ نیک شیخ تھے۔ (التقیید ص ۴۶۶ ت ۶۲۷)

۱۲۔ یاقوت بن عبداللہ الحموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی کے بارے میں کہا:
" وبطريقه يروى مسند أحمد بن حنبل "
اور اس کی سند سے مسند احمد بن حنبل مروی ہے۔ (معجم البلدان ۳۷۷/۴) نیز دیکھئے معجم البلدان (ج ۲ ص ۸۱)

اسی طرح ابن الجوزی، حافظ ذہبی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن القیم اور حافظ ابن حجر وغیرہم نے مسند احمد کو امام احمد بن حنبل سے بطورِ جزم منسوب کیا ہے۔

شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب " الذب الأحمد عن مسند الإمام أحمد " میں بیس (۲۰) سے زیادہ علماء کے اقوال باحوالہ پیش کئے ہیں جو مسند احمد کو امام احمد کی تصنیف مانتے ہیں۔

یہ چند بیرونی و ناقابلِ تردید دلائل ہیں کہ مسند احمد امام احمد کی واقعی تصنیف ہے اور یہ عظیم کتاب متقدمین و متاخرین میں مشہور و متداول رہی ہے۔ حاکم نیشاپوری نے اپنی مشہور کتاب " المستدرک " میں امام احمد سے تین سو سے زیادہ روایات لی ہیں۔ مثلاً دیکھئے المستدرک (۱۳۰/۱ ح ۴۴۷) والمسند (۲۷۷/۵)

مسند احمد کی سند کی تحقیق

مسند احمد کی سند درج ذیل ہے:

" أخبرنا الشيخ أبو القاسم هبة الله بن محمد بن عبدالواحد بن أحمد بن الحصين الشيباني

قراءة عليه وأنا أسمع فأقربه، قال: أخبرنا أبو على الحسن بن علي بن محمد التميمي الواعظ ويعرف بابن المذهب قراءة عليه من أصل كتابه، قال: أخبرنا أبو بكر أحمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطيعي قراءة عليه قال: حدثنا أبو عبدالرحمٰن عبدالله بن أحمد بن محمد بن حنبل قال: حدثني أبي أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد من كتابه قال...... " (ج ا ص ۲ قبل ح:۱)

مسند احمد کے نچلے راوی سے لے کر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تک سند صحیح وحسن لذاتہ ہے۔ مسند احمد کے راویوں کا مختصر تذکرہ علی الترتیب درج ذیل ہے:

1 مسند احمد کے پہلے راوی: عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۹۰ھ) ہیں۔

ابن ابی حاتم الرازی نے کہا: " **وكان صدوقًا ثقة** " اور وہ ثقہ صدوق تھے۔ (الجرح والتعدیل ج ۵ ص ۷)

خطیب بغدادی نے کہا: " **وكان ثقة ثبتًا فهمًا** " (تاریخ بغداد ۳۷۵/۹)

ابن الجوزی نے کہا: " **وكان حافظًا ثقة ثبتًا** " (المنتظم ۱۷/۱۳)

حافظ ابن حجر نے کہا: " **ثقة** " (تقریب التہذیب: ۳۲۰۵)

حافظ ذہبی نے کہا: " **كان صينًا ديّنًا صادقًا صاحبَ حديثٍ واتباع وبصر بالرجال** "

(سیر اعلام النبلاء ۵۲۴/۱۳)

حافظ ابن کثیر نے کہا: " **كان إمامًا حافظًا ثبتًا** " (البدایہ والنہایہ ۱۰۳/۱۱)

ابن الجزری نے کہا: " **الثقة الشهير ابن الإمام الكبير** " (غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۴۰۸/۱)

حافظ ذہبی نے کہا: (ابوالحسین احمد بن جعفر) ابن المنادی نے اپنی تاریخ میں کہا: " **لم يكن أحد روى في الدنيا عن أبيه منه عن أبيه، لأنه سمع منه المسند وهو ثلاثون ألفًا...... وما زلنا نرى أكابر شيوخنا يشهدون له بمعرفة الرجال وعلل الحديث والأسماء والمواظبة على الطلب ....** "

(تاریخ الاسلام ۱۹۹/۲۱ واللفظ لہ، سیر اعلام النبلاء ۵۲۱/۱۳ وعنده: " **أروى** " **وهو الصواب**)

ابن العماد نے کہا: " **وكان ثبتًا فهمًا ثقة** " (شذرات الذہب ۲۰۳/۲)

حاکم نیشاپوری نے عبداللہ بن احمد کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں کہا: " **هٰذا حديث صحيح بهٰذا الإسناد** "

(المستدرک ۲۳۶/۴ ح ۷۵۸۵، دوسرا نسخہ ۲۶۴/۴)

2 مسند احمد کا دوسرا راوی: ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک القطیعی (متوفی ۳۶۸ھ) ہے۔

ابوبکر البرقانی نے طویل کلام کے بعد بالآخر کہا: " **وإلا فهو ثقة** " ورنہ وہ ثقہ ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۷۴ ت ۱۶۹۷

وسندہ صحیح)اور کہا: ''حتی ثبت عندي أنه صدوق لایشک في سماعه'' حتیٰ کہ میرے نزدیک ثابت ہوگیا کہ وہ سچا ہے، اس کے (احادیث) سننے میں کوئی شک نہیں ہے۔ (ایضاً ص ۷۴ وسندہ صحیح)

ابن الجوزی نے کہا: ''وکان کثیر الحدیث ثقة'' (المنتظم ۲۶۱/۱۴)

حاکم نے اس کی بیان کردہ حدیث کو صحیح کہا۔ (المستدرک ۲۳۶/۴) اور اس شخص پر انکار کیا جو احمد بن جعفر پر جرح کرتا تھا۔ حاکم اُس (احمد بن جعفر) کے حال کو اچھا سمجھتے تھے۔ (تاریخ بغداد ۷۴/۴ وسندہ صحیح)

ابن الجزری نے کہا: ''ثقة مشهور مسند'' (غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۴۳/۱ ت ۱۷۹)

ذہبی نے کہا: ''الشیخ العالم المحدّث'' (سیر اعلام النبلاء ۲۱۰/۱۶) اور کہا: ''وکان شیخًا صالحًا'' (العبر فی خبر من غبر ۱۲۸/۲) اور کہا: ''صح...... صدوق في نفسه مقبول ، تغیّر قلیلًا'' (میزان الاعتدال ج ۱ ص ۸۷)

فائدہ: حافظ ذہبی میزان الاعتدال میں جس راوی کے ساتھ ''صح'' کی علامت لکھیں تو وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔ دیکھئے لسان المیزان (۱۰۹/۲، ۱۶۷/۷) اور البدر المنیر لابن الملقن (۶۰۸/۱)

ابن کثیر نے کہا: ''وکان ثقة کثیر الحدیث'' (البدایہ والنہایہ ۳۱۲/۱۱)

الضیاء المقدسی نے المختارہ میں احمد بن جعفر القطیعی سے بہت سی روایتیں لی ہیں مثلاً دیکھئے (۸۳/۱ ح ۸)

ابونعیم الاصبہانی نے ''المستخرج علیٰ صحیح مسلم'' میں احمد بن جعفر سے بہت سی روایتیں لی ہیں مثلاً دیکھئے (۲۷۵/۱ ح ۵۰۲)

اس زبردست توثیق کے مقابلے میں اب جرح اور اس پر تبصرہ پیشِ خدمت ہے:

خطیب نے کہا: ''حدثت عن أبی الحسن بن الفرات قال : کان ابن مالک القطیعي مستورًا صاحب سنة کثیر السماع [سمع] من عبدالله بن أحمد وغیره إلا أنه خلط في آخر عمره وکف بعده وخرف حتیٰ کان لایعرف شیئًا مما یقرأ علیه'' (تاریخ بغداد ۷۴/۴)

اس قول میں خطیب کا استاد نامعلوم ومجہول ہے۔ ابوالحسن محمد بن العباس بن احمد بن محمد بن الفرات البغدادی رحمہ اللہ ۳۸۴ھ میں فوت ہوئے جبکہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ ۳۹۲ھ میں پیدا ہوئے لہٰذا یہ سند منقطع ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۱: ابوالفتح محمد بن احمد بن محمد بن فارس بن ابی الفوارس البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے کہا: ''أبو بکر بن مالک کان مستورًا صاحب سنة، ولم یکن فی الحدیث بذاک، له في بعض المسند أصول فیها نظر ذکر أنه کتبها بعدالغرق'' ابوبکر بن مالک مستور صاحبِ سنت تھا اور وہ حدیث میں قوی نہیں تھا۔ اس کے مسند احمد کے بعض اصول میں نظر ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے انھیں غرق (سیلاب) کے بعد لکھا تھا۔

(تاریخ بغداد ۷۴/۴)

حافظ ابن حجر کی تقریب التہذیب اور اصولِ حدیث کے علاوہ متاخرین کی اصطلاح میں ثقہ اور نیک آدمی کو مستور بھی

کہتے ہیں۔ یہ جرح دو وجہ سے مردود ہے۔

اول: جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

دوم: اس کا تعلق اختلاط سے ہے اور اختلاط کا جواب آگے آ رہا ہے۔ والحمدللہ

۲: خطیب بغدادی نے کہا:

اور وہ بہت حدیثیں بیان کرنے والا تھا۔ اس نے عبداللہ بن احمد سے مسند، کتاب الزہد، التاریخ اور المسائل وغیرہ بیان کئے۔ اس کی بعض کتابیں ڈوب گئی تھیں تو اس نے وہ نسخے لے کر نقل کر لئے جن میں اس کا سماع نہیں تھا، اس وجہ سے لوگوں نے اس پر کلام کیا لیکن ہم نے یہی دیکھا ہے کہ کوئی بھی اس سے روایت اور حجت پکڑنے میں نہیں رکا۔ متقدمین میں سے دارقطنی اور ابن شاہین نے اس سے روایت کی ہے۔ (تاریخ بغداد ۴/۷۳)

یہ جرح بھی دو وجہ سے مردود ہے:

اول: جمہور کی توثیق کے خلاف ہے۔

دوم: اس کا تعلق اختلاط سے ہے۔

۳: ابن اللبان الفرضی (ثقہ امام) نے احمد بن جعفر کے بارے میں کہا:

''**لا تذهبوا إليه فإنه قد ضعف و اختل** ''ان کے پاس (حدیث سننے کے لئے) نہ جاؤ کیونکہ وہ کمزور ہو چکے ہیں اور اختلاط کا شکار ہو گئے ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۴ ص ۵ ت ۱۵۸۳ وسندہ صحیح)

اس جرح کا تعلق اختلاط سے ہے۔

حافظ ابن الجوزی، حافظ ذہبی اور علامہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی وغیرہم نے جارحین کی جرح کو رد کر کے جمہور کی توثیق کو ہی ترجیح دی ہے۔ مثلاً دیکھئے التنکیل بما فی تأنیب الکوثری من الاباطیل (۱/۱۰۱۔۱۰۳ ت ۱۲)

ابن الصلاح الشہر زوری نے جب احمد بن جعفر پر اختلاط کی جرح کی تو حافظ ابو الفضل بن الحسین العراقی نے بتایا: دارقطنی، ابن شاہین، حاکم، برقانی، ابو نعیم اصبہانی اور ابو علی بن المذہب نے احمد بن جعفر کی حالتِ صحت میں اس سے حدیثیں سنی ہیں۔ دیکھئے التقیید والایضاح (ص ۴۶۵)

حافظ ابن حجر نے کہا: ''**کان سماع أبي علي بن المذهب منه لمسند الإمام أحمد قبل إختلاطه ، أفاده شيخنا الحافظ أبو الفضل بن الحسين** ''ابو علی بن المذہب کا اس سے مسند احمد کا سماع اس کے اختلاط سے پہلے کا ہے۔ یہ بات ہمارے شیخ حافظ ابو الفضل بن الحسین (العراقی) نے بتائی ہے۔ (لسان المیزان ۱/۱۴۵، ۱۴۶)

معلوم ہوا کہ مسند احمد کی سند میں اختلاط کا اعتراض مردود ہے۔

۳۔ مسند احمد کا تیسرا راوی ابو علی الحسن بن علی بن محمد التمیمی عرف ابن المُذہِب (متوفی ۴۴۴ھ) ہے۔

الضیاء المقدسی نے المختارہ میں ابن المذہب سے روایت درج کر کے اپنے نزدیک اس کی توثیق کر دی۔ مثلاً دیکھئے (ج ۱ ص ۸۳ ح ۸) یعنی وہ الضیاء المقدسی کے نزدیک ثقہ ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: ''**ولا یعرف فیه إلا الخیر و الدین**'' اس میں صرف خیر اور دین ہی معروف ہے۔ (المنتظم ۱۵/ ۳۳۷)

ابن کثیر نے کہا: ''**و کان دیناً خیّرًا** '' وہ دیندار نیک آدمی تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۱۲/ ۶۸)

ذہبی نے کہا: ''**الإمام العالم ، مسند العراق** '' (سیر اعلام النبلاء ۱۷/ ۶۴۰)

حافظ ذہبی نے ابن المذہب کے ساتھ ''صح'' کی علامت لکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہے۔ (دیکھئے میزان الاعتدال ۱/ ۵۱۱)

ھبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد الشیبانی نے کہا: ''**أخبر نا الشیخ المحدّث العالم**'' (المصعد الاحمد لشمس الدین ابن الجزری ص ۲۹)

اس کے مقابلے میں خطیب بغدادی، ابوطاہر السّلفی اور شجاع الذہلی نے ابن المذہب پر جرح کی۔

خطیب کی جرح ان کی اپنی توثیق سے معارض ہے۔ خطیب نے ابن المذہب سے ایک روایت بیان کرنے کے بعد کہا: '' **ورجال إسناده کلهم ثقات** '' اس سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔ (تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۳۶ ح ۷۳۸)

معلوم ہوا کہ خطیب نے اپنی جرح سے رجوع کر لیا ہے لہٰذا ان کی جرح منسوخ ہے۔

السّلفی اور شجاع الذہلی کی جرح جمہور کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

خلاصۃ التحقیق: ابن المذہب حسن الحدیث راوی ہے۔

۴۔ مسند احمد بیان کرنے والا چوتھا راوی ھبۃ اللہ بن محمد بن عبدالواحد الشیبانی (متوفی ۵۲۵ھ) ہے۔

ابن الجوزی نے کہا: ''**وکان ثقة صحیح السماع ، وسمعت منه مسند الإمام أحمد جمیعه** '' وہ ثقہ (اور) صحیح السماع تھے، میں نے ان سے ساری مسند امام احمد سنی ہے۔ (المنتظم ۱۷/ ۲۶۸)

ابن النجار نے کہا: ''**وکان شیخًا حسنًا متیقظًا صدوقًا صحیح السماع** '' (المستفاد من ذیل تاریخ بغداد لابن الدمیاطی ۱۹/ ۲۵۱)

ذہبی نے کہا: ''**وکان دیّنا صحیح السماع** '' (العبر ۲/ ۴۲۷) اور کہا: ''**الشیخ الجلیل ، المسند الصدوق ، مسند الآفاق.**'' (سیر اعلام النبلاء ۱۹/ ۵۳۶)

ابن کثیر نے کہا: ''**وکان ثقة ثبتًا صحیح السماع** '' (البدایہ والنہایہ ۱۲/ ۲۱۸)

ابن العماد نے کہا: ''**وکان دینًا صحیح السماع** '' (شذرات الذہب ۴/ ۷۷)

ھبۃ اللہ بن محمد کے بارے میں اس کے شاگرد ابو علی حنبل بن عبداللہ بن الفرج البغدادی الرصافی نے کہا: '' أخبرنا الشیخ الصدر العالم الصالح المعمر ، رئیس العراق،المسند....'' (المصعد الاحمد ص ۲۹)
اس زبردست توثیق کے مقابلے میں ھبۃ اللہ بن محمد پر کوئی جرح نہیں ہے۔
تنبیہ: ھبۃ اللہ بن محمد سے مسند احمد کا راوی حنبل بن عبداللہ بن الفرج (متوفی ۶۰۴ ھ) ہے۔
دیکھئے الموسوعۃ الحدیثیہ (۱۶۱/۱)
حنبل کے بارے میں ابن نقطہ نے کہا: '' وکان سماعہ صحیحًا '' اور اس کا سماع صحیح تھا۔ (التقیید ص ۲۵۹ ت ۳۲۰) نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۴۳۱/۲۱)
شمس الدین احمد بن عبدالواحد السعدی المقدسی نے کہا: '' أخبرنا بہ الشیخ الصالح الثقة المسند أبو علي حنبل بن عبدالله...'' (المصعد الاحمد ص ۲۹)
اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسند احمد کی سند حسن لذاتہ اور ثابت ہے اور بیرونی دلائل سے معلوم ہوا کہ مسند احمد صحیح و ثابت ہے لہٰذا منکرینِ حدیث کا اس پر حملہ مردود ہے۔ والحمد للہ
تنبیہ: مسند احمد کی اسانید اور متون دوسری کتابوں میں بھی کثرت سے ملتے ہیں مثلاً مسند احمد کی پہلی روایت عبداللہ بن نمیر سے مروی ہے۔ اور یہی روایت عبداللہ بن نمیر کی سند کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/۴ء۱۷۵،۱۷ ح ۳۷۵۷۲) وسنن ابن ماجہ (۴۰۰۵) اور مسند ابی بکر الصدیق للمروزی (۸۸) میں موجود ہے۔ ابن نمیر کے علاوہ دوسری سندوں کے لئے دیکھئے سنن ابی داود (۴۳۳۸) ومسند الحمیدی بتحقیقی (۳) وصحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۰۴) ومسند ابی یعلیٰ (۱۳۲) یہ روایت صحیح ہے۔ وقال الترمذی (۳۰۵۷): '' ھٰذا حدیث حسن صحیح ''
متعدد علماء مثلاً عبداللہ بن احمد، حنبل بن اسحاق، ابن الجوزی، ابو موسیٰ المدینی، خطیب بغدادی، ذہبی، ابن حجر، ابن کثیر، حاکم اور السبکی (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۲۰۱/۱) وغیرہم نے مسند احمد کو امام احمد ہی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ (دیکھئے مسند احمد کا ثبوت بیرونی دلائل سے، فقرہ: ۱۲) ہمارے علم میں ایسا کوئی ایک بھی محدث نہیں ہے جس نے مسند احمد کا امام احمد کی تصنیف ہونے سے انکار کیا ہو لہٰذا اس پر تمام محدثین کا اجماع ہے کہ مسند احمد امام احمد ہی کی تصنیف ہے۔
والحمد للّٰہ رب العالمین، وما علینا إلا البلاغ (۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ)

امام احمد اور صحابۂ کرام

۱۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں:
'' قلت لأبي: من الرافضي؟ قال: الذي يشتم أبا بكر و عمر . قال وسألت أبي عن رجل يشتم رجلاً من أصحاب رسول الله ﷺ ؟ قال : ما أراه على الإسلام''

میں نے اپنے ابا سے پوچھا: رافضی کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جوشخص ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دے (وہ رافضی ہے)۔ میں نے پوچھا: جوشخص رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو گالیاں دے (وہ کیسا ہے)؟ آپ نے فرمایا: میں ایسے شخص کو اسلام پر (یعنی مسلمان) نہیں سمجھتا۔ (مناقب الامام احمد ص ۱۶۵ وسندہ صحیح)

۲۔ عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی فرماتے ہیں کہ (امام) احمد بن حنبل نے فرمایا:

" **إذا رأيت رجلاً يذكر أحدًا من أصحاب رسول الله ﷺ بسوء فاتهمه على الإسلام** "

جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو بُرا کہتا ہے تو اس کے اسلام پر تہمت لگاؤ۔

(مناقب احمد ص ۱۶۰ وسندہ صحیح)

۳۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) جنتی ہیں۔

(مسائل عبداللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۲۰ ت ۱۸۳۴ مناقب احمد ص ۱۶۰ وسندہ صحیح)

۴۔ محمد بن عوف رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ امام احمد نے فرمایا:

" **... ومن قدّم عليًا علىٰ عثمان فقد طعن علىٰ رسول الله وأبي بكر و عمر وعلى المهاجرين ولا أحسب يصلح له عمل** "

اور جوشخص علی (رضی اللہ عنہ) کو عثمان (رضی اللہ عنہ) پر ترجیح دے تو اس شخص نے رسول اللہ، ابوبکر، عمر اور مہاجرین پر طعن کیا اور میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔ (مناقب احمد ص ۱۶۲ وسندہ صحیح)

۵۔ مسئلۂ فضیلت میں سیدنا امام احمد رحمہ اللہ کا موقف وعقیدہ یہ تھا کہ (نبی ﷺ کے بعد اس اُمت میں) سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر ہیں اور پھر عثمان ہیں۔ پھر آپ سکوت فرماتے تھے۔

(مسائل عبداللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۱۸ فقرہ: ۱۸۳۱)

۶۔ خلفائے راشدین کے بارے میں امام احمد کا یہ عقیدہ تھا کہ ابوبکر وعمر وعثمان اور علی خلفاء (یعنی خلفائے راشدین) میں سے ہیں۔ (مسائل عبداللہ بن احمد ج ۳ ص ۱۳۱۹ فقرہ: ۱۸۳۲ مسائل ابی داود ص ۲۷۷)

اس مسئلے میں آپ سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کے قائل تھے۔ یہ حدیث مسند احمد (۲۲۱/۵) وسنن ابی داود (۴۶۴۶) وسنن ترمذی (۲۲۲۶) وغیرہ میں حسن سند کے ساتھ موجود ہے۔

۷۔ ابن ہانی سے روایت ہے کہ امام احمد سے پوچھا گیا:

ایک آدمی (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دیتا ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ اس کی کوئی عزت نہیں ہے۔ (سوالات ابن ہانی: ۲۹۶)

۸۔ جو لوگ کہتے تھے کہ ہم (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو 'خال المومنین' مومنوں کا ماموں نہیں کہتے تو امام احمد ان پر

سخت ناراض ہوتے۔(دیکھئے السنۃ للخلال:۶۵۸وسندہ صحیح)

ایک آدمی نے امام احمد سے اس آدمی کے بارے میں مسئلہ پوچھا جو کہتا تھا کہ ''میں معاویہ کو کاتبِ وحی نہیں مانتا اور نہ انھیں خال المومنین کہتا ہوں۔اس نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا'' تو امام احمد نے جواب دیا:

'' هذا قول سوء ردئ، يجانبون هؤلا ء القوم (لا) يجالسون ونبين أمرهم للناس ''

یہ بُرا ردی قول ہے۔ان لوگوں سے بائیکاٹ کرنا چاہئے،ان کے پاس بیٹھنا نہیں چاہئے۔اور لوگوں کو ان کے بارے میں بتادینا چاہئے۔ (السنۃ للخلال:۶۵۹وسندہ صحیح)

۹۔ ابوبکر المروذی نے امام احمد سے پوچھا کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) افضل تھے یا عمر بن عبدالعزیز افضل تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: معاویہ افضل ہیں۔ہم صحابۂ کرام کے ساتھ کسی کو برابر نہیں سمجھتے۔(السنۃ للخلال:۶۶۰وسندہ صحیح)

امام احمد کے زریں اقوال وافعال

۱۔ حنبل بن اسحاق فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ ابوعبداللہ (احمد بن حنبل) اپنی رائے یا فتوے کا لکھا جانا ناپسند کرتے تھے۔

(مناقب احمد ص۱۹۳وسندہ صحیح)

۲۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: '' من رد حديث رسول الله ﷺ فهو علىٰ شفا هلكة ''

جس نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کی تو وہ شخص ہلاکت کے کنارے پر ہے۔

(مناقب احمد ص۱۸۲وسندہ حسن، طبقات الحنابلۃ ۱۵/۲)

۳۔ امام ابوداود فرماتے ہیں:

میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ سنت کا ایک آدمی کسی بدعتی کے ساتھ ہے تو کیا میں اس (سنی) کا بائیکاٹ کردوں؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔اسے سکھاؤ کہ تمھارا ساتھی بدعتی ہے (اس سے بچ جاؤ) پھر اگر وہ اس بدعتی سے بات چیت ختم کردے تو فبہا ورنہ اسے اسی کے ساتھ ملادو۔ (مناقب احمد ص۱۸۲، ۱۸۳وسندہ صحیح)

یعنی اقامتِ حجت کے بعد اس سُنی کا بھی وہی حکم ہے جو بدعتی کا حکم ہے۔

۴۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کے کچھ لوگ قیامت تک مدد یافتہ رہیں گے۔'' اس کی تشریح میں امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

'' إن لم تكن هٰذه الطائفة المنصورة أصحاب الحديث فلا أدري من هم''

اگر یہ طائفۂ منصورہ اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ یہ کون لوگ ہیں۔(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص۲ ح۲

وسندہ حسن، طبعہ جدیدہ ص ۱۰۷ وقال الحافظ ابن حجر: ''وأخرج الحاكم في علوم الحديث بسند صحيح عن أحمد : إن لم يكونوا أهل الحديث فلاأدري من هم''/ فتح الباری ۱۳/ ۲۹۳ تحت ح:۷۳۱۱)

۵۔ ابن ابی قتیلہ نام کا ایک بُرا شخص تھا۔ اس نے اصحاب الحدیث کا ذکر برائی کے ساتھ کیا تو امام احمد نے فرمایا: ''زندیق زندیق زندیق' یہ زندیق ہے (سخت گمراہ وملحد، بے دین ہے) زندیق ہے زندیق ہے۔ یہ فرما کر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۴ ح ۵ وسندہ حسن، نسخہ جدیدہ ص ۱۱۰، مناقب احمد ص ۱۸۰، شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۴۷ عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث للصابونی : ۱۶۴ وطبقات الحنابلۃ لابن ابی یعلیٰ ۱/ ۳۸، ۲۸۰ ذم الکلام للہروی: ۲۴۱ دوسرا نسخہ: ۲۳۳)

۶۔ امام احمد نے فرمایا: ''من مات على الإسلام والسنة مات على الخير كله''
جو شخص اسلام اور سنت پر فوت ہوا تو اس کا خاتمہ کامل خیر پر ہوا۔ (مناقب احمد ص ۱۸۰ وسندہ صحیح)

۷۔ محدثینِ کرام فقہ الحدیث اور فہمِ حدیث میں امام احمد کی طرف رجوع کرتے تھے۔ دیکھئے تاریخ بغداد (ج ۴ ص ۴۱۹ وسندہ صحیح)

امام احمد فرماتے ہیں: ''أهل الرأي لا يروى عنهم الحديث''
اہل الرائے سے حدیث کی روایت (بطورِ حجت واستدلال) نہ کی جائے۔
(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد ج ۲ ص ۲۷ فقرہ: ۱۶۲۳)

۸۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ''من مات وليس له إمام مات ميتة جاهلية'' جو شخص فوت ہو جائے اور اس کی گردن میں امام (خلیفہ) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اس کی تشریح میں امام احمد فرماتے ہیں:
''تدري ما الإمام ؟ الذي يجتمع المسلمون عليه، كلهم يقول: هٰذا إمام ، فهذا معناه''
تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے۔ ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے۔ یہ ہے اس حدیث کا معنی۔ (سوالات ابن ہانی ص ۱۸۵ فقرہ: ۲۰۱۱، السنہ للخلال ص ۸۱ فقرہ: ۱۰، المسند من مسائل الامام احمد، ق: ۱، بحوالہ الامامۃ العظمیٰ عند اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۱۷)

۹۔ امام احمد سے (تعویذ کے طور پر) قرآن مجید لٹکانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''التعليق كلها مكروه'' ہر قسم کے تعویذ لٹکانے مکروہ ہیں۔ (مسائل الامام احمد واسحاق، روایۃ اسحٰق بن منصور الکوسج ۱/ ۱۹۳ فقرہ: ۳۸۲)

۱۰ ابن ہانی سے مروی ہے کہ احمد بن حنبل سے پوچھا گیا: جو شخص (امیر) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو گالیاں دے کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے؟ انھوں نے فرمایا: اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اس شخص کی کوئی عزت نہیں ہے۔
(سوالات ابن ہانی: ۲۹۶ نیز دیکھئے ص ۲۷ فقرہ: ۷) [باقی آئندہ، ان شاء اللہ]